حیعلتین کے مسائل

”حی علی الفلاح“ میں آواز زیادہ نہیں کھینچنی چاہئے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ”حی علی الفلاح“ میں ”الفلاح“ لفظ جو ہے؛ اس میں سانس طویل کر کے کھینچنا، ایک مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ آواز نہیں کھینچنی چاہئے۔ کیا مولانا صاحب کا قول درست ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: مثل زادہ ترلاندی ضلع صوابی......١٢/٥/١٩٦٩ء۔)

الجواب

یہاں مد موجود نہیں ہے، لہٰذا زیادہ کھینچنا نہیں چاہئے۔ (١) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ٢/٤٧١)

اذان میں سینہ پھیرنے کی ممانعت:

سوال: ایک شخص اذان میں اپنے سینہ کو دائیں بائیں پھیرتا تھا، میں نے اس کو منع کیا کہ اس طرح سینہ پھیرنا منع ہے، یہ صحیح ہے یا نہ؟

الجواب

یہ صحیح ہے کہ اذان میں حیعلتین میں صرف منھ کو دائیں بائیں متوجہ کیا جاوے، سینہ قبلہ کی طرف رہے۔ (٢) فقط
(فتاویٰ دار العلوم: ٢/١٠٧)

---

(١) قال العلامة الحصكفي: ومنها القراء ة بالإلحان إن غير المعنى وإلا لا إلا في حرف مد ولين ... فلوفي إعراب أوتخفيف مشدد وعكسه أوبزيادة حرف فأكثر. (الدر المختار، باب ما يفسد الصلاة، مطلب مسائل زلة القارى: ١/٤٦٦)

(٢) و يستقبل بهما (أى الأذان والإقامة) القبلة ولوترك الاستقبال جازويكره، كذا في الهداية، وإذا انتهىٰ إلى الصلوٰة والفلاح حوّل وجهه يميناً وشمالاً وقدماه مكانهما. (الفتاوىٰ الهندية، ط: كشورى، باب الأذان: ١/٥٤، ظفير)

عن عون بن أبى جحيفة عن أبيه قال: أتيت النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بمكة وهوفى قبة حمراء من أدم فخرج بلال فأذن فكنت أتتبع فمه هاهنا وهاهنا، فقال: ثم خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه حلة حمراء برود يمانية قطرى - قال موسىٰ - قال: رأيت بلالاً خرج إلى الإبطح فأذن، فلمابلغ حى على الصلاة، حى على الفلاح، لوى عنقه يميناً وشمالاً ولم يستدرثم دخل فأخرج العنزة، وساق حديثه. (سنن أبى داؤد، باب فى المؤذن يستديرفى أذانه (ح: ٥٢٠)/ السنن الكبرىٰ للبيهقى، باب الالتواء فى حى على الصلاة، حى على الفلاح (ح: ١٨٥٢)/ شرح السنة للبغوى، باب الالتواء فى الأذان (ح: ٤٠٩) وفى رواية النسائى، فى باب كيف يصنع المؤذن فى أذانه (ح: ٦٤٣) بلفظ: ...فجعل يقول فى أذانه هكذا ينحرف يميناً وشمالاً) انيس)

اذان واقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ و ”حی علی الفلاح“ کہتے وقت رخ پھیرنا:

سوال: اذان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح میں رخ یمین ویسار کرتے ہیں تو اقامت میں یا جو بچہ کے کان میں اذان کہتے ہیں ان میں بھی منہ پھیرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

التفات یمین ویسار جیسا اذان میں مسنون ہے؛ ویسا ہی اقامت میں (١) اور ایسے ہی بچہ کے کان میں۔

”ویلتفت فیه وكذا فيها مطلقا، وقيل: إن المحل متسعًا يمينًا ويسارًا فقط لئلايستدبر القبلة بصلاة وفلاح ولو وحده أو لمولود لأنه سنة الأذان مطلقًا“. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب **الأذان، مطلب فی أول من بنی المنابر للأذان**: ٣٨٧/١ـانیس)

مورخہ ١٣/ جمادی الاول ١٣٠٣ھ۔ (امداد، صفحہ: ١٠٥، جلد: ١) (امداد الفتاویٰ جدید: ١٦٦/١)

نومولود کے کان میں اذان دیتے وقت رخ پھیرنا:

سوال: اگر بچہ کے کان میں اذان دی جائے تو کیا ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ پر دائیں اور بائیں رخ کرنا چاہئے، یا اس کی ضرورت نہیں؟ (محمد بلال، جدہ)

---

(١) اقامت کے حیعلتین میں تحویل وجہ کے متعلق تین قول ہیں اول تحویل نہ کرے اس لئے کہ اقامت حاضرین کے اعلام کے لئے ہے برخلاف اذان کے کہ وہ غائبین کے اعلام کے لئے ہے دوم اگر جگہ وسیع ہو یعنی مسجد بڑی ہو تو تحویل کرے ورنہ نہ کرے سوم خواہ جگہ وسیع ہو یا نہ ہو ہرصورت میں تحویل کرے۔ یہ تیسرا قول صاحب درمختار کا پسندیدہ ہے کبیری ص ٣٦٠ میں تحویل کو سنت متوارثہ کہا ہے۔ حضرت مجیب نے بھی اسی قول کے مطابق فتویٰ ارقام فرمایا ہے، لیکن سراج وہاج میں پہلا قول ہے۔ علامہ شامیؒ نے منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق (٢٥٨/١) میں النہر الفائق شرح کنز الدقائق سے اسی کی ترجیح نقل کی ہے:

قوله فی السراج الوهاج لايحول، الخ، قال فی النهر: الثانی أعدل الأقوال، آه.

مولانا عبدالحی لکھنوی نے سعایہ (١٨/٢) میں اسی کو حق کہا ہے:

قلت: والحق الصريح هو القول الأول، آه.

حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے محمود الروایہ حاشیہ شرح نقایہ میں اذان واقامت کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

وكذا لا تحويل فيها. (شرح النقاية: ٦١/١)

یعنی ایک فرق یہ بھی ہے کہ اذان میں تحویل ہے لیکن اقامت میں نہیں ہے اور گو یہ بات صحیح ہے کہ اقامت احد الاذانین ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اذان کی تمام سنتیں اقامت میں بھی ہوں۔ اذان میں انگلیوں سے کان بند کرنا مسنون ہے۔ نیز ترسل یعنی ٹھیر ٹھیر کر اذان دینا بھی مسنون ہے، لیکن اقامت میں یہ دونوں چیزیں مسنون نہیں ہیں۔ لہٰذا صحیح یہ ہے کہ اقامت میں تحویل وجہ مسنون نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم (سعید احمد)

الجواب

چونکہ "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر دائیں اور بائیں رخ کرنا اذان کی سنتوں میں سے ہے۔(۱) اس لئے اس موقع پر بھی اس کی رعایت کرنا بہتر ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاویٰ تاتارخانیہ" میں ہے:

" الصحيح أنه يؤذن للمولود ينبغي أن يحول علٰى كل حال،لأنه صار سنة للأذان فيؤتى به علٰى كل حال". (۲)

"صحیح قول یہ ہے کہ نومولود کے لئے اذان دے تو اس حال میں بھی دائیں اور بائیں "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر رخ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ اذان کی سنت ہے، لہذا اسے ہر حال میں کیا جائے گا"۔

(کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۵۴۔۱۵۵)

اذان میں حیعلتین پر گردن نہ پھیرنا:

سوال: اذان میں اگر "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" پر مؤذن قصداً یا بھول سے گردن نہیں گھماتا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامدًا و مصلياً

اس نے خلاف سنت کیا، اذان ہوگئی۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۸۸)

(۱) دیکھئے: الصحيح لمسلم،رقم الحديث: ۵۰۳، باب سترة المصلي/ سنن أبي داؤد،رقم الحديث: ۵۲۰.
نیز دیکھئے: الهداية مع شرح العلامة عبد الحي اللكهنوى: ۱/۲۷۵، محشى
عن أبي جحيفة قال: رأيت بلالاً يؤذن ويدور وأتتبع فاه هاهنا وهاهنا وأصبعاه فى أذنيه. (مسند الإمام أحمد،حديث أبى جحيفة (ح: ۱۸۷۵۹)/سنن الترمذى،باب ماجاء فى إدخال الإصبع فى الأذن (ح: ۱۹۷)/المعجم الكبير للطبرانى،سفيان الثورى عن عون بن أبى جحيفة (ح: ۲٤۸)/المستدرك للحاكم،باب فى فضل الصلوات الخمس (ح: ۷۲۵) انيس)

(۲) الفتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۵۱۵،الأذان نوع آخر في بيان ما يفعل فيه.

(۳) (ويلتفت فيه)(أى فى الأذان(وكذا فيها)(أى فى الإقامة (يميناً و يسارًا) فقط ... ؛ لأنه سنة الأذان مطلقاً". (الدر المختار على صدر ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان،مطلب فى أول من بنى المنابر: ۱/۳۸۷، سعيد)
عن أبى جحيفة قال: أتيت النبى صلى الله عليه وسلم بالإبطح وهو فى قبة حمراء فخرج بلال فأذن فاستدار فى أذانه وجعل أصبعيه فى أذنيه. (سنن ابن ماجة،باب السنة فى الأذان (ح: ۷۱۱) انيس)

لاؤڈ اسپیکر پر اذان میں بھی دائیں بائیں التفات سنت ہے:

سوال: لاؤڈ اسپیکر پر اذان دیتے وقت بھی دائیں بائیں طرف منہ موڑنا ضروری ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

''**حی علی الصلوٰة**'' اور ''**حی علی الفلاح**'' کہتے وقت دائیں اور بائیں جانب التفات اذان واقامت میں بہر حال سنت ہے، حتی کہ بچے کے کان میں اذان دیتے وقت بھی التفات مسنون ہے، لاؤڈ اسپیکر پر اذان کا بھی یہی حکم ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹ / ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۲۹۳)

بارش کی وجہ سے اذان میں حیعلتین کے بجائے ''صلوا فی رحالکم'' کہنا:

سوال: کثرت بارش کے وقت جب اذان دینے والا بجائے ''**حی علی الصلاة**'' و ''**حی علی الفلاح**'' کے ''**صلوا فی رحالکم**'' کہے تو جائز ہے یا نہیں، جب کہ لوگ مسجد میں نہ آسکیں؟

الجواب ــــــــــــ

اذان کہنے والا ''**حی علی الصلاة**'' و ''**حی علی الفلاح**'' ہی کہے، باقی بوجہ کثرت بارش اگر کوئی شخص مسجد میں آکر شریک نہ ہو سکے تو درست ہے اور ترک جماعت بارش کی وجہ سے جائز ہے۔ (۲) لیکن اذان میں کچھ تغیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور حنفیہ نے اذان میں کچھ تغیر کو اختیار نہیں کیا۔ (۳) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۸۹)

---

(۱) لاؤڈ اسپیکر پر اذان دیتے وقت دائیں بائیں چہرہ کرنے سے آواز مائک سے نہ پہونچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لیے یہاں اس طرح چہرہ دائیں بائیں کی طرف نہ کرے، جس سے آواز مائک سے نہ پہونچے۔

والمستحب للمؤذن أن يستقبل القبلة استقبالاً،هكذا روى عن عبدالله بن زيد رضى الله عنه عن النازل من السماء فلأن قوله حى على الصلاة،حى على الفلاح دعاء إلى الصلاة وخطاب للناس للحضور وماقبله وبعده ثناء على الله فماكان ثناء يستقبل القبلة وماكان دعاء للناس يحول وجهه يميناًوشمالاً ليتم سماع الناس ذلك،ومن الناس من يقول إذا كان يصلى وحده لايحول وجهه لأنه لاحاجة إلى الإعلام وهوقول شمس الأئمة الحلوانى،والصحيح أنه يحول على كل حال لأنه صارسنة الأذان فيؤتى به على كل حال ،قال حتى قالوا فى الذى يؤذن لمولود: ينبغى أن يحول وجهه يمنةًويسرةً عند هاتين الكلمتين وإن استدار فى الصومعة فحسن لأنه دعاء إلى الصلاة فيحتاج فيه إلى ذلك لإسماع الجميع وهذا الأداء لم يستطع سنة الصلاة والفلاح وهو تحويل الرأس يميناً وشمالاً مع ثبات قدميه لاتساع الصومعة فأما بغيرحاجة فلا يفعل ذلك .(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى،الفصل سادس عشر فى التغنى والإلحان: ١/٢٤٠-٢٤١/وكذا فى البناية شرح الهداية،مايسن فى الأذان والإقامة: ٢/٩١)انيس)

(٢) فلا تجب(أى الجماعة) على مريض، الخ ، ولا على من حال بينه وبينها مطروطين.(الدرالمختار) ==

اذان فجر میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کا اضافہ:

سوال: فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کیوں زیادہ ہے؟

الجواب

فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" زیادہ ہونا حدیث سے ثابت ہے۔(۱) اور وہ وقت چونکہ غفلت اور نیند کا ہے؛ اس وجہ سے یہ کلمات اس وقت کہنا مستحب ہیں۔ کیونکہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز بہتر ہے سونے سے۔(۲) فقط (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۹۹/۲)

== إشار بالحيلولة إلىٰ أن المراد المطر الكثير. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۹/۱، ظفير)

(۳) یعنی بارش کی وجہ سے ترک جماعت جائز ہے۔ علامہ کشمیری لکھتے ہیں:

قوله: (فلمابلغ المؤذن حي على الصلاة، فأمره أن ينادى: الصلاة في الرحال) الخ، ففي هذا الحديث أنه أمر بتلك الكلمات مكان حي على الصلاة، ثم ليس فيه ذكر بقية الأذان وعن ابن عمر في الحديبية أنه أمربها بعد الفراغ منه، قلت: وعليه ينبغي العمل، فإن ابن عمر رضي الله عنهما أكثر اتباعاً للأثر، وأقل اجتهاداً من ابن عباس رضي الله عنهما وفي طرقه تصريح أنه كان يوم الجمعة وعد من أعذار الجمعة في فقهنا أيضا، وروى محمد رحمه الله تعالىٰ في كتاب الحجج: إذا ابتلت النعال فالصلاة في الرحال، ثم فسر النعال بالأرض الصلبة، دون النعل المعروف. والحافظ رحمه الله تعالىٰ لمالم يظفر بكتاب الحجج نقل تفسيره عن غريب الحديث لأبي عبيد، وأبو عبيد هذا كثيرًا مايقول في كتابه. ومن الروايات التي تأولناها على محمد بن الحسن أي أخذنا شرحه منه وعلم منه أن شاكلة الجمعة تغاير شاكلة سائر الصلوات عندهم ولذا من تخلف منهم عن الجمعة لم يصلها في بيته ولو كان حال الجمعة كحال سائر الصلوات لأقاموا الجمعات في رحالهم أيضاً، فافهم. (فيض الباري شرح البخاري، باب الكلام في الأذان: ۳۱۶/۲ (ح: ۶۱۶) انيس)

حاشیہ صفحہ ھذا:

(۱) عن أبي محذورة رضي الله عنه قال: قلت: يارسول الله! علّمني سنة الأذان؟ قال: فمسح مقدم رأسه، قال: تقول: الله أكبر، الخ، فإن كان صلوٰة الصبح قلتَ: "الصلوٰة خير من النوم" الخ. (مشكوٰة المصابيح، باب الأذان: ۶۳/۱. ظفير) أخرجه الإمام أحمد، أبو محذورة المؤذن (ح: ۱۵۳۷۹)/ أبو داؤد في سننه، باب كيف الأذان (ح: ۵۰۰)/ الصحيح لابن حبان، ذكر البيان بأن المؤذن إذا رجع في أذانه (ح: ۱۶۸۲)/ المعجم الكبير للطبراني، سمرة بن معيز أبو محذورة الجمحي مؤذن رسول الله، الخ (ح: ۶۷۳۵) انيس)

(۲) ويقول ندباً بعد فلاح أذان الفجر (الصلوٰة خير من النوم مرتين) لأنه وقت نوم. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأذان، مطلب في أول من بنى المنابر: ۳۶۰/۱، ظفير)

وأخرجه الحافظ أبو الشيخ في كتاب الأذان له عن ابن عمر قال: جاء بلال إلى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بالصلاة فوجده قد أغفىٰ فقال: الصلاة خير من النوم، فقال له: إجعله في أذانك إذا أذنت للصبح، فجعل بلال يقولها إذا أذن للصبح. (عمدة القاري، باب بدء الأذان: ۱۰۸/۵. انيس)

”الصلوٰۃ خیر من النوم“ کا ثبوت:

سوال: ابھی علامہ السید محمد صدیق صاحب کی کتاب ”کشف الاسرار“ پڑھ رہا تھا، انہوں نے مشکوٰۃ، صفحہ:۶۳-۱۱۴، کے حوالے سے لکھا ہے کہ اذان میں ”الصلوٰۃ خیر من النوم“ کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہے اور تراویح بھی۔ مگر مشہور یہ ہے کہ یہ اضافہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا ہے۔ براہ کرم تفصیل سے وضاحت فرمائیں، تاکہ حقیقت کا لوگوں کو علم ہو سکے؟

الجواب

صحیح یہ ہے کہ اذان فجر میں ”الصلوٰۃ خیر من النوم“ کا اضافہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا، بلکہ یہ متعدد احادیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(۱)

موطا امام مالک میں بلاغاً روایت ہے کہ ”موذن“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز صبح کی اطلاع دینے کے لیے آیا تو دیکھا کہ آپ سورہے ہیں، اس نے ”الصلوٰۃ خیر من النوم “یا أمیر المؤمنین کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ یہ فقرہ اذان فجر میں کہا کرو۔ (۲)

حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی قدس سرہ ”اوجز المسالک شرح موطا امام مالک“ میں اس حدیث کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر اشکال ہوسکتا ہے، کیوں کہ اس فقرے کا صبح کی اذان میں ہونا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات میں ثابت ہے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ ان کو اس فقرے کا اذان صبح میں کہا جانا معلوم نہ ہو، پس سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس ارشاد سے

(۱) عن أبی محذورة رضی اللّٰه عنه قال: قلت: یا رسول اللّٰه! علِّمنی سنّة الأذان؟ قال: فمسح مقدّم رأسه قال: تقول” اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر“ ... فإن كان صلوٰة الصبح ، قلت: ”الصلوٰة خیر من النوم، الصلوٰة خیر من النوم“. (مشكوٰة المصابیح، باب الأذان: ٦٣/١)(أخرجه أبو داؤد فی سننه ، باب كیف الأذان (ح: ٥٠٠)انیس)

أیضاً: عن عبد العزیز بن رفیع قال: سمعت أبا محذورة قال: كنت غلاماً صبیًّا فقال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: قل: ”الصلوٰة خیر من النوم، الصلوٰة خیر من النوم“. (شرح معانی الآثار: ١٠٣/١، باب قول المؤذن فی أذان الصبح ”الصلوٰة خیر من النوم“. طبع مكتبة حقانیة)

(۲) عن مالک بلغه أن المؤذن جاء عمر یؤذنه لصلوٰة الصبح فوجده نائمًا فقال: ”الصلوٰة خیر من النوم“، فأمره عمر أن یجعلها فی نداء الصبح. (مشكوٰة المصابیح، باب الأذان، الفصل الثالث، طبع مكتبة قدیمی)(أخرجه الإمام مالک فی الموطأ، ت: عبدالباقی، باب ماجاء فی فی النداء للصلاة (ح:٨)انیس)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ اس فقرے کا محل صبح کی اذان ہے، امیر کا دروازہ نہیں۔ گویا آپ نے امیر المؤمنین کے دروازے پر اس فقرے کو دہرانا ناپسند فرمایا اور مؤذن کو حکم فرمایا کہ اس فقرے کے اذانِ صبح میں کہنے پر اکتفا کیا کرے۔ اس توجیہ کو حافظ ابن عبدالبر اور علامہ باجی نے اختیار کیا ہے اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ یہی توجیہ متعین ہے اور میرے نزدیک یہی توجیہ سب سے بہتر ہے۔ (١)

اس کے بعد حضرت شیخ نے اور بھی متعدد توجیہات نقل کی ہیں، بہرحال یہ طے شدہ ہے کہ اذان فجر میں "**الصلوٰۃ خیر من النوم**" کہنے کا حکم پہلی بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا، بلکہ یہ معمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے چلا آرہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

اسی طرح تراویح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے چلی آرہی تھی، (٢) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں دو اہتمام فرمائے، ایک جماعت، دوسرے بیس رکعات۔ (٣) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ٢٩٥/٣-٢٩٦)

---

(١) ... وقد يشكل قوله رضي الله عنه هذا لأن كون هذه الكلمة في أذان الصبح عن النبي صلى الله عليه وسلم ثابت في عدة روايات فلا يمكن أن يظن بعمر رضي الله عنه أنه لم يعلم بعد كونها من الأذان، فالأوجه أن يقال إن مقصوده رضي الله عنه أن محل هذه الكلمة هو نداء الصبح فقط لاباب الأمير، وقال الزرقاني هو المتعين، وهو الأوجه عندي. (أوجز المسالك إلى موطأ الإمام مالك: ٣٠/٢، طبع مكتبة إمدادية، مكة المكرمة) (شرح الزرقاني على الموطأ، باب ماجاء في النداء في الصلاة: ٢٨٣/١ / المنتقى شرح الموطأ، باب ماجاء في النداء في الصلاة: ١٣٨/١. انيس)

(٢) كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يرغب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة فيقول: "من قام رمضان إيماناً واحتساباً غُفر له ما تقدم من ذنبه"، فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر على ذلك، الخ. (جامع الأصول، شهر رمضان: ٣٣٩/٩) (الصحيح لمسلم، باب الترغيب في قيام رمضان (ح: ٧٥٩) / أخبار مكة للفاكهي، ذكر الاعتكاف في المسجد الحرام (ح: ١٣٤٨) / سنن أبي داؤد، باب في قيام شهر رمضان (ح: ١٣٧١) / سنن النسائي، باب ثواب من قام رمضان وصامه إيماناًواحتساباً (ح: ٢١٩٨) انيس)

أيضاً: "إن الله فرض صيام رمضان وسننت لكم قيامه، فمن صامه وقامه إيماناً واحتساباً خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمّه". (جامع الأصول: ٤٤١/٩) (مسند الإمام أحمد، حديث عبدالرحمن بن عوف الزهري (ح: ١٦٦٠) / السنن الكبرىٰ للنسائي، ذكر اختلاف يحيٰ بن أبي كثير (ح: ٢٥٣١) / مسند أبي يعلى الموصلي، من مسند عبدالرحمن بن عوف (ح: ٨٦٤) انيس)

(٣) "إن عمر بن الخطاب أمره (أي أبي بن كعب) أن يصلي بالّليل في رمضان، فقال: إن الناس يصومون النهار ولايحسنون أن يقرؤا فلو قرأت عليهم بالليل، فقال: يا أمير المؤمنين! هٰذا شيء لم يكن، فقال: قد علمت ولكنه حسن، فصلى بهم عشرين ركعة". (كنز العمال: ٤٠٩/٨، رقم الحديث: ٢٣٤٧١، طبع بيروت)

عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث. (المنتخب من مسند عبدبن حميد، ت: الصبحي، مسند ابن عباس (ح: ٦٥٣)

==

’’الصلاۃ خیر من النوم‘‘ کوقصداًدوحصوں میں پڑھنا:

سوال: ہمارے محلّہ میں ایک حافظ صاحب صبح کی اذان پڑھتا ہے،تووہ ’’الصلاۃ‘‘ پڑھ کر قصداً سانس توڑ دیتا ہےاور پھر ’’خیر من النوم‘‘ پڑھتا ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ یہ سانس توڑ ناسنتِ رسول ہےاور بڑاثواب ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس مؤذن کا طریقہ غلط ہےاوراس کوسنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا بڑی غلطی ہے۔’’الصلاۃ خیر من النوم‘‘ کے دوٹکڑے نہ کئے جائیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۴۱۹-۴۲۰)

== قال زید بن وهب كان عبدالله بن مسعود يصلی بنا فی شهر رمضان فينصرف وعليه ليل ، قال الأعمش: كان يصلی عشرين ركعة ويوتر بثلاث،وقال عطاء : أدركتم يصلون فی رمضان عشرين ركعة والوتر ثلاث ركعات،الخ.(مختصر قيام الليل وقيام رمضان وكتاب الوتر،باب عدد ركعات يقوم بها الإمام: ٢٢١/١)

عن أبی الشحناء أن علياً رضی الله عنه أمر رجلاً أن يصلی بالناس فی رمضان خمس ترويحات عشرين ركعة.(الشريعة للآجری،باب ذكر اتباع علی بن أبی طالب (ح: ١٢٤٠)انيس)

أيضاً:’’وروی أسد بن عمرو عن أبی يوسف قال: سألت أبا حنيفة رحمه الله عن التراويح وما فعله عمر رضی الله عنه ... ولقد سن عمر هذا وجمع الناس علی أبی بن كعب فصلاها جماعة،والصحابة متوافرون، الخ.(الاختيار لتعليل المختار: ٦٨/١،باب صلاة التراويح)

(١) ’’يترسل فی الأذان،ويحدر فی الإقامة، وهذا بيان الاستحباب والترسل أن يقول:’’الله أكبر،الله أكبر‘‘ويقف ثم يقول مرة أخری مثله،وكذلك يقف بين كل كلمتين إلیٰ آخر الأذان ‘‘.(الفتاویٰ الهندية، الفصل الثانی فی كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما: ٥٦/١،رشيدية)

(ويترسل فيه) بسكتة بين كل كلمتين .(الدر المختار)’’وهذه السكتة بعد كل تكبيرتين لا بينهما ‘‘.(رد المحتار علی الدر المختار،كتاب الصلاة،باب الأذان: ٣٨٧/١،سعيد)

(قوله:لحن)فلا ينقص شيئا من حروفه،ولا يزيد فی أثنائه حرفاً، وكذا لا يزيد ولا ينقص من كيفيات الحروف كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك لتحسين الصوت.(حاشية الشلبی علیٰ تبيين الحقائق، كتاب الصلاة،باب الأذان: ٩٠/١،امدادية)

’’(ويتمهل)يترسل فی الأذان بالفصل بسكتة بين كل كلمتين أی جملتين إلا فی التكبير الأول،فإن السكتة تكون بعد تكبيرتين‘‘(مراقی الفلاح،كتاب الصلاة،باب الأذان: ١٩٦،قديمی)

(ويترسل فيه)أی يتمهل فی الأذان بأن يفصل بين كلمتين ولا يجمع بينهما فإنه سنة كما فی شرح الطحاوی،وفی القنية وينبغی أن يفصل قليلاً،وإلا فالإعادة (ويحدر فيها)أی يسرع فی الإقامة ويكون صوته فيها أخفض من صوته فی الأذان.(مجمع الأنهر،باب الأذان: ١١٥/١،دار الكتب العلمية.انيس)

"الصلوٰۃ خیر من النوم" کب کہا جائے:

سوال: ایک مسجد کے مؤذن صاحب روزانہ فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" چھوڑ کر اذان مکمل کر دیتے ہیں، پھر بعد میں ان کلمات کو بولتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

(محمد جہانگیر الدین طالب، بی بی کا چشمہ)

الجواب

فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنا مستحب ہے۔

(ویقول) ندبا (بعد فلاح أذان الفجر، الصلوٰۃ خیر من النوم...)". (الدر المختار: ٥٤/٢) (١)

کیونکہ حدیث میں اسی موقع پر "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنا ثابت ہے، (٢) گو بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اذان مکمل ہونے کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہا جائے، لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے۔ (٣) (کتاب الفتاویٰ: ١٤٢/٢)

فجر کی اذان میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" چھوٹ گیا:

سوال: اگر مؤذن فجر کی اذان میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" بھول جائے، تو اذان صحیح ہو جائے گی یا دوبارہ دینا ضروری ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر اذان کے درمیان ہی یاد آ جائے، تو جو کلمات چھوٹ گیا ہے وہاں سے آخر تک کے کلمات کہہ کر اذان پوری کرے اور اگر اذان پوری کرنے کے بعد یاد آئے تو غلطی درست کر کے آخر تک کلمات کا اعادہ کرے، اگر کافی وقت گذر جائے تو دوبارہ اذان دینا ضروری نہیں۔

عالمگیری میں ہے: "ویرتب بین کلمات الأذان والإقامة کما شرح، کذا فی محیط السرخی".

(١) الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی أول من بنی المنابر: ٣٨٧/١-٣٨٨۔

(٢) دیکھئے! أبو داؤد، رقم الحدیث: ٥٠٠، باب کیف الأذان، محشی

أبو محذورة رضی اللّٰہ عنه یقول: کنت غلامًا صبیًا فأذنت بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الفجر یوم حنین فلما بلغت حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح قال رسول اللّٰہ. صلی اللّٰہ علیه وسلم: ألحق فیها "الصلوٰۃ خیر من النوم". (الدار قطنی، باب ذکر الإقامة واختلاف الروایات فیها (ح: ٨٩٩)

عن بلال رضی اللّٰہ عنه أنه أتی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یؤذنه بصلاة الفجر، فقیل: هو نائم، فقال: "الصلاة خیر من النوم، الصلاة خیر من النوم"، فأقرت فی تأذین الفجر فثبت الأمر علیٰ ذلک. (سنن ابن ماجة، باب السنة فی الأذان (ح: ٧١٦)/سنن البیهقی، باب التثویب فی أذان الصبح (ح: ١٩٨٣) انیس)

(٣) دیکھئے! رد المحتار: ٥٤/٢ (کتاب الصلاة، مطلب فی أول من بنی المنابر للأذان. انیس)

"وإذا قدم في أذانه أوفي إقامته بعض الكلمات علىٰ بعض نحو أن يقول: "أشهد أن محمدًا رسول الله" قبل قوله: "أشهد أن لا إله إلا الله" فالأفضل في هذا أن ما سبق علىٰ أوانه لايعتد به حتى يعيده في أوانه و موضعه وإن مضىٰ علىٰ ذلك جازت صلوٰتهم، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية: ٣٤/١، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني)(١) فقط و الله تعالىٰ أعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ٢٩٧/٤)

"الصلاة خير من النوم" کے بغیر اذان:

سوال: فجر کی اذان میں اگر "الصلاة خير من النوم" بھول جائے، تو اذان ہوگئی یا دوبارہ پڑھیں؟ اگر کوئی جان بوجھ کر چھوڑ دے، تو اذن ہوگئی یا دوبارہ پڑھیں؟

الجواب

فجر کی اذان میں "الصلاة خير من النوم" کہنا مستحب ہے۔(٢) جان بوجھ کر تو نہیں چھوڑنا چاہیے، لیکن اگر یاد نہیں رہا یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا تب بھی اذان ہوگئی، دوبارہ نہیں کہی جائے گی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ٢٩٥/٣)

فجر کی قضا کیلئے اذان میں "الصلاة خير من النوم" کہے یا نہیں:

سوال: اگر فجر کی نماز قضا ہوجائے اوراس کو پڑھتے وقت اذان کہی جاوے تو اس میں "الصلاة خير من النوم" کہنا مسنون ہے یا نہ؟

الجواب

نمازِ فجر اگر قضا ہوئی اور جماعت کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے، تو اذان کہنا اس کے لئے سنت ہے اوراذان ویسے ہی ہونی چاہئے؛ جس طرح صبح کی اذان ہے، یعنی مع "الصلوٰة خير من النوم" کے۔ كما يفيده إطلاق قول القهستاني. (٣)

(و) يسن أن (يؤذن ويقيم لفائتة) رافعاً صوته لو بجماعة أو صحراء لا ببيته منفرداً. (الدر المختار) (٤) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ٩٦/٢)

(١) المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل السادس عشر في التغني والإلحان: ٣٤٨/١. انيس
ويرتب بين كلمات الأذان والإقامة كما شرع، فإن قدم بعضاً وأخر بعضاً فالأفضل الإعادة مراعاةً للترتيب وأن يوالي بين كلمات الأذان والإقامة حتى لو ترك الموالاة فالسنة أن يعيد الأذان. (العناية شرح الهداية، باب الأذان: ٣٤٤/١. انيس)

(٢) ويزيد بعد فلاح أذان الفجر "الصلوٰة خير من النوم" مرتين كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية: ٥٥/١)
عن سعيد بن المسيب عن بلال أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بصلاة الفجر فقيل هو نائم فقال: الصلاة خير من النوم، الصلاة خير من النوم فأقرت في تأذين الفجر فثبت الأمر على ذلك. (سنن ابن ماجة، باب السنة في الأذان (ح: ٧١٦) انيس)

(٣) (ويؤذن للفائتة) الواحدة (ويقيم) أيضاً وان اكتفىٰ بهاجاز، كما في الجلابي، (وكذا) يؤذن ويقيم (لأولى الفوائت) الكثيرة (ولكل من) الفوائت (البواقي يأتي بهما) أي الأذان والإقامة (أو بها) أي بالإقامة كما قال محمد، وأما عندهما فإنه يأتي بهما لكل، كما في الجلابي. (جامع الرموز، فصل الأذان: ٧١، مظهر العجائب كلكته. انيس)

(٤) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأذان: ٣٦٢/١، ظفير